قرن اول میں اسرائیلیات کا فروغ

جز الخامس

افکار عبد اللہ بن سبا و غیرھم

از

ابو شہر یار

۲۰۲۰

www.islamic-belief.net

فہرست

پیش لفظ...3

تو، تو ہے..12

علی بادل پر 14

شم ہا مفورش – اسم اعظم...23

عقیدہ رجعت کا مصدر 26

راس جالوت کی روایات 34

بسم اللہ الرحمان الرحیم

پیش لفظ

اس جز میں شیعی و رافضی افکار پر بات کی گئی ہے – ان افکار پر یہودی چھاپ اس قدر واضح ہے کہ خود متعدد بار کتب شیعہ میں اس اعتراف کیا گیا ہے کہ فلاں فلاں یہودی کو بلوایا گیا اور اس نے اس بات و عقیدے کی تصدیق کی – کتب اہل تشیع میں ہے کہ ائمہ اہل تشیع وقت پڑنے پر عربی چھوڑ عبرانی میں دعا کرنے لگ جاتے تھے- یہ اقوال ظاہر کرتے ہیں کہ ائمہ سے منسوب بہت سا مواد وہ ہے جو اہل کتاب سے متاثرین کا بیان کردہ ہے

دور عثمان میں یمن کا ایک یہودی بنام عبد اللہ بن سبا آیا اور امراء کے خلاف روایت کرنے لگا – یہ عراق گیا اور وہاں سے مصر چلا گیا جہاں اس کے ساتھ اس کے طرفدار شامل ہوئے - علی کے لشکر میں بہت سے نو مسلم یہودی موجود تھے ، جن کا سر خیل ابن سبا تھا جن کو السبئية یا السَّبَائِيَّةَ کہا جانے لگا – ابن حجر نے لسان المیزان میں لکھا

ومن طريق ابن أبي خيثمة: حدثنا محمد بن عباد , حَدَّثَنا سُفيان، عَن عمار الدهني سمعت أبا الطفيل يقول: رأيت المُسَيَّب بن نجبة أتي به بلببه وعلي على المنبر فقال: ما شأنه؟ فقال: يكذب على الله وعلى رسوله.

ابو طفیل نے کہا میں نے المسیب بن نجبة بن ربیعة بن ریاح بن عوف بن ھلال بن شمخ بن فرارة الفزاری کو دیکھا جو علی کے پاس آیا اور علی منبر پر تھے- علی نے کہا اس (ابن سبا) کا کیا حال ہے ؟ یہ تو اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ کہتا ہے

حدثنا عَمْرو بن مروزق حدثنا شُعبة، عَن سلمة بن كهيل عن زيد بن وهب قال: قال علي بن أبي طالب رضي الله عنه: ما لي ولهذا الخبيث الأسود، يعني عبد الله بن سبأ – كان يقع في أبي بكر وعمر.

زيد بن وهب نے کہا علی نے کہا میرے اور اس کالے خبیث کے بیچ کیا ہے یعنی عبد الله بن سبا – جو ابو بکر اور عمر پر بد کلام کرتا ہے

ومن طريق محمد بن عثمان بن أبي شيبة: حَدَّثَنا محمد بن العلاء , حَدَّثَنا أبو بكر بن عَيَّاش، عَن مجالد عن الشعبي قال: أول من كذب عبد الله بن سبأ.

الشعبي (المتوفی ١٠٠ ھ) نے کہا سب سے پہلا جھوٹا عبد الله بن سبا ہے

وقال أبو يَعلَى الموصلي في مسنده: حَدَّثَنا أبو كريب , حَدَّثَنا محمد بن الحسن الأسدي , حَدَّثَنا هارون بن صالح عن الحارث بن عبد الرحمن، عَن أبي الجلاس سمعت عَلِيًّا يقول لعبد الله بن سبأ: والله ما أفضى إلي بشيء كتمه أحدا من الناس ولقد سمعته يقول: إن بين يدي الساعة ثلاثين كذابا وإنك لأحدهم.

أبي الجلاس نے کہا میں نے علی کو سنا انہوں نے عبد الله بن سبا کا ذکر کیا کہا الله کی قسم مجھے کون سی چیز اس طرف لے گئی کہ میں لوگوں سے کچھ چھپاؤں؟ اور میں نے سنا کہ قیامت سے قبل تیس جھوٹے ہیں جن میں سے وہ ایک ہے

وقال أبو إسحاق الفزاري: عن شُعبة، عَن سلمة بن كهيل، عَن أبي الزعراء [ص:485] أو عن زيد بن وهب أن سويد بن غفلة دخل على علي في إمارته فقال: إني مررت بنفر يذكرون أبا بكر وعمر يرون أنك تضمر لهما مثل ذلك منهم عبد الله بن سبأ – وكان عبد الله أول من أظهر ذلك – فقال علي: ما لي ولهذا الخبيث الأسود. ثم قال: معاذ الله أن أضمر لهما إلا الحسن الجميل.

سويد بن غفلة ، علی کے پاس آئے ان کی خلافت میں کہا میں ایک گروہ پر گذرا جو ابو بکر اور عمر کا ذکر کرتے ہیں کہتے ہیں آپ ان دونوں سے (حق) چھپاتے تھے،پس ایسا ہی کہا جیسا ابن سبا کہتا تھا – علی نے کہا مجھے اس کالے خبیث سے کیا سروکار – الله کی پناہ کی میں دونوں سے کچھ چھپاؤں سوائے وہ جو حسن وجمال (والی ازواج) ہوں

ان روایات کو ابن حجر نے صحیح اسناد سے نقل کیا ہے اور عبد اللہ بن سبا کا ترجمہ قائم کیا ہے- اس طرح اس کے وجود کا اثبات کیا ہے

قال ابن حبان: كان سبئيا من أصحاب عبد الله بن سبأ، كان يقول: إن عليا يرجع إلى الدنيا

ابن حبان نے کہا سبئیا وہ ہیں جو اصحاب ابن سبا ہیں اور کہا کرتے کہ علی دنیا میں پلٹیں گے

تفسیر عبد الرزاق میں ہے

قَالَ مَعْمَرٌ: وَكَانَ قَتَادَةُ إِذَا قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ: {فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ} [آل عمران: 7] قَالَ: إِنْ لَمْ تَكُنِ الْحَرُورِيَّةُ أَوِ السَّبَئِيَّةُ , فَلَا أَدْرِي مَنْ هُمْ

معمر نے کہا قتادہ (المتوفي ۱۱۸ ھ) تلاوت کرتے وہ {فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ} [آل عمران: 7] (جن کے دل ٹیڑھے ہیں ال عمران) – کہتے اگر یہ خوارج اور سبائی نہیں تو معلوم نہیں اور کون ہیں

تفسیر طبری میں بھی قتادہ کا قول ہے

حدثنا الحسن بن يحيى قال، أخبرنا عبد الرزاق قال، أخبرنا معمر، عن قتادة في قوله:"فأما الذين في قُلوبهم زَيغٌ فيتبعون ما تشابه منه ابتغاءَ الفتنة"، وكان قتادة إذا قرأ هذه الآية:"فأما الذين في قلوبهم زيغ" قال: إن لم يكونوا الحرُوريّة والسبائية

تفسیر ابن المنذر میں ہے

وتأول السبئية إذ يقولون فِيهِ بغير الحق إِنَّمَا يقولون قول الله عَزَّ وَجَلَّ: وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لا يَبْعَثُ اللَّهُ مَنْ يَمُوتُ، فيجعلونها فيمن يخاصمهم من أمة محمد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بعث الموتى قبل يَوْم الْقِيَامَةِ

السبئية نے بلا حق اس آیت کی تاویل کی کہ اللہ کا قول ہے وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لا يَبْعَثُ اللَّهُ مَنْ يَمُوتُ، پس اس سے انہوں نے امت محمد کو لڑوایا کہ قیامت سے قبل مردوں کو زندہ کیا جائے گا

طبری تفسیر میں کہتے ہیں

وَاللَّهِ إِنَّ الْيَهُودَ لَبِدْعَةٌ، وَإِنَّ النَّصْرَانِيَّةَ لَبِدْعَةٌ، وَإِنَّ الْحَرُورِيَّةَ لَبِدْعَةٌ، وَإِنَّ السَّبَئِيَّةَ لَبِدْعَةٌ،

یہود (دین حق میں) بدعت ہیں، نصرانی بدعت ہیں، خوارج بدعت ہیں اور السَّبَئِيَّةَ بدعت ہیں

امام بخاری تاریخ الکبیر 5 / 187 کہتے ہیں

قَالَ البُخَارِيُّ ، قَالَ عَلِيٌّ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، حَدَّثَنَا الزُهْرِيُّ، قَالَ: كَانَ الحَسَنُ أَوْثَقَهُمَا، وكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَتْبَعِ السَّبَائِيَّةَ

امام زہری نے کہا ... عَبْدُ اللّٰهِ بنُ مُحَمَّدِ ابْنِ الحَنَفِيَّةِ الهَاشِمِيُّ السَّبَائِيَّةَ کے پیچھے چلتا تھا

الکامل از ابن عدی میں ہے

حَدَّثَنَا السَّاجِيُّ، حَدَّثَنا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنا أَبُو معاوية، قَال: قَال الأَعْمَش اتق هذه السبئية فإني أدركت الناس وإنما يسمونهم الكذابين

أَبُو معاوية نے کہا الأَعْمَش نے کہا السبئية سے بچو کیونکہ میں لوگوں سے ملا وہ ان کو کذاب نام دیتے ہیں

اسی کتاب میں ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ کا قول ہے

حَدَّثَنا السَّاجِيُّ، حَدَّثَنا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنا عثمان بن الهيثم، حَدَّثَنا عَبد الْوَهَّابِ بْنُ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَال: إذا كثرت القدرية بالبصرة استكفت أهلها، وَإذا كثرت السبئية بالكوفة استكفت أهلها.

کوفہ میں السبئية کی کثرت ہوئی یہاں تک کہ انہوں نے وہاں کے رہنے والوں کو گھیر لیا

تاریخ ابن ابی خیثمہ میں ہے

حَدَّثَنَا هَارُون بْنُ مَعْرُوف، قَالَ: حَدَّثَنا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنا الزُهْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي حَسَنُ وعَبْدُ اللّٰهِ ابْنَا مُحَمَّدٍ وكانَ حَسَنٌ أَرْضَاهُمَا وكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَتبِعُ حَدِيثَ السَّبَئِيَّةِ.

امام زہری نے کہا ... عَبْدُ اللّٰهِ بنُ مُحَمَّدِ ابْنِ الحَنَفِيَّةِ الهَاشِمِيُّ السَّبَائِيَّةَ کے پیچھے چلتا تھا

تہذیب الکمال از المزی میں عبد اللہ بن محمد بن عقیل کے ترجمہ میں اسی قول میں ہے

.قال: وكَانَ عَبد اللَّهِ يتبع – وفي رواية: يجمع – أحاديث السبئية وهم صنف من الروافض

یہ (عَبْدُ اللَّهِ بنُ مُحَمَّدِ ابْنِ الحَنَفِيَّةِ) السبئية کی احادیث جمع کرتا جو روافض میں سے ایک صنف ہے

امام احمد نے ابن سبا کا ذکر کیا

وقال صالح بن أحمد: حدثني أبي. قال: حدثنا معاذ، قال: حدثنا ابن عون، قال: ذكرت لإبراهيم رجلين من السبئية، يعني «المغيرة بن سعيد، وأبا عبد الرحيم، قد عرفهما، قال: إحذروهما، فإنهما كذأبان. «سؤالاته (325)

ابن عون، نے کہا میں نے ابراہیم سے السبئية میں سے دو کا ذکر کیا یعنی المغيرة بن سعيد، وأبا عبد الرحيم ... پس کہا یہ کذاب ہیں

یہ تو صرف اہل سنت کی کتب ہیں اہل تشیع کی کتابوں میں بھی اس کے حوالے بھرے پڑے ہیں

عبد اللہ بن سبأ ایک تاریخی شخصیت ہے اور اس کی روایات سیف بن عمر المتوفی ۲۰۰ ھ کی سند سے ہیں جس کو عمدہ فی التاریخ کہا جاتا ہے لیکن ابن سبا کے وجود پر سیف کا تفرد نہیں ہے – دیگر اسناد سے معلوم ہے- اوپر جو حوالے دیے گئے ہیں وہ ثابت کرتے ہیں کہ سیف بن عمر سے پہلے سے لوگ ابن سبا کا ذکر کر رہے تھے یہاں کہ ائمہ محدثین نے بھی ابن سبا اور اس کے فرقے کے وجود کا اقرار کیا ہے مثلا قتادہ، الشعبي ، امام زہری، اعمش وغیرہ جو سیف بن عمر سے پہلے کے ہیں

ابن سبا سے ظاہر ہے بہت لوگوں کی ملاقات نہیں ہوئی کیونکہ یہ گردش میں رہا اور خفیہ نظریات پھیلاتا تھا پھر معلوم نہیں اس کا انجام کیا ہوا لیکن اس کا فلسفہ اہل تشیع نے قبول کر لیا جو خالص یہودی تصوف ہے

ابن حجر نے لسان المیزان میں لکھا

.أخرج من طريق سيف بن عمر التميمي في الفتوح له قصة طويلة لا يصح إسنادها

الفتوح میں سیف بن عمر کی سند سے اس پر ایک طویل قصہ ہے اس کی اسناد صحیح نہیں

عبد اللّٰہ بن سبا کا ذکر متعدد شیعه کتب میں موجود ہے - مشہور شیعه عالم ابو موسیٰ محمّد بن عمر بن عبد العزیز الکشی (المتوفی ۳٤۰ ھ) ابی جعفر سے روایت بیان کرتے ہیں کہ : عبد اللّٰہ بن سبا نبوت کا مدعی تھا اور امیر المومنین (علی) کے لئے اللّٰہ ہونے کا دعویدار تھا، اللّٰہ اس سے پاک ہے

الشہرستانی اپنی کتاب الملل و النحل ص ۵۰ پر لکھتے ہیں

السبائية أصحاب عبد اللّٰه بن سبأ; الذي قال لعلي كرم اللّٰه وجهه: أنت أنت يعني: أنت الإله; فنفاه إلى المدائن. زعموا: أنه كان يهودياً فأسلم; وكان في اليهودية يقول في يوشع بن نون وصي موسى عليهما السلام مثل ما قال في علي رضي اللّٰه عنه. وهو أول من أظهر القول بالنص بإمامة علي رضي اللّٰه عنه. ومنه انشعبت أصناف الغلاة. زعم ان علياً حي لم يمت; ففيه الجزء الإلهي; ولا يجوز أن يستولي عليه، وهو الذي يجيء في السحاب، والرعد صوته، والبرق تبسمه: وأنه سينزل إلى الأرض بعد ذلك; فيملأ الرض عدلاً كما ملئت جوراً. وإنما أظهر ابن سبا هذه المقالة بعد انتقال علي رضي اللّٰه عنه، واجتمعت عليع جماعة، وهو أول فرقة قالت بالتوقف، والغيبة، والرجعة; وقالت بتناسخ الجزء الإلهي في الأئمة بعد علي رضي اللّٰه عنه

السبائية : عبداللّٰہ بن سبا کے ماننے والے ۔ جس نے علی کرم اللّٰہ وجهه سے کہا کہ: تو، تو ہے یعنی تو خدا ہے پس علی نے اس کو مدائن کی طرف ملک بدر کر دیا ۔ ان لوگوں کا دعوی ہے کہ وہ (ابن سبا) یہودی تھا پھر اسلام قبول کر لیا ۔ انہوں نے کہا کہ موسیٰ کا جانشین یوشع بن نون تھا اور اسی طرح علی (اللّٰہ ان سے راضی ہو) ۔ اور وہ (ابن سبا) ہی ہے جس نے سب سے پہلے علی کی امامت کے لئے بات پھیلآئی ۔ اور اس سے غالیوں کے بہت سے فرقے وابستہ ہیں ۔ ان کا خیال تھا کہ علی زندہ ہے اور انتقال نہیں کر گئے ۔ اور علی میں الوہی حصے تھے اور اللّٰہ نے ان کو لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے اجازت نہیں دی ۔ اور وہ (علی) بادلوں کے ساتھ موجود ہیں اور آسمانی بجلی ان کی آواز ہے اور کوند انکی مسکراہٹ ہے اور وہ اس کے بعد زمین پر اتریں گے اور اس کو عدل سے بھر دیں گے جس طرح یہ زمین ظلم سے بھری ہے۔ اور علی کی وفات کے بعد ابن سبا نے اس کو پھیلایا۔ اور اس کے ساتھ (ابن سبا) کے ایک گروپ جمع ہوا اور یہ پہلا فرقہ جس نے توقف (حکومت کے خلاف خروج میں تاخر)، غیبت (امام کا کسی غار میں چھپنا) اور

رجعت (شیعوں کا امام کے ظہور کے وقت زندہ ہونا) پر یقین رکھا ہے ۔ اور وہ علی کے بعد انپے اماموں میں الوہی اجزاء کا تناسخ کا عقیدہ رکھتے ہیں

ابن اثیر الکامل فی التاریخ ج ۲ ص ۸ پر لکھتے ہیں

أن عبد الله بن سبأ كان يهودياً من أهل صنعاء أمه سوداء، وأسلم أيام عثمان، ثم تنقل في الحجاز ثم بالبصرة ثم بالكوفة ثم بالشام يريد إضلال الناس فلم يقدر منهم على ذلك، فأخرجه أهل الشام، فأتى مصر فأقام فيهم وقال لهم: العجب ممن يصدق أن عيسى يرجع، ويكذب أن محمداً يرجع، فوضع لهم الرجعة، فقبلت منه، ثم قال لهم بعد ذلك: إنه كان لكل نبي وصي، وعلي وصي محمد، فمن أظلم ممن لم يجز وصية رسول الله، صلى الله عليه وسلم، ووثب على وصيه، وإن عثمان أخذها بغير حق، فانهضوا في هذا الأمر وابدأوا بالطعن على أمرائكم...

عبداللہ بن سبا صنعاء، یمن کا یہودی تھا اس کی ماں کالی تھی اور اس نے عثمان کے دور میں اسلام قبول کیا. اس کے بعد یہ حجاز منتقل ہوا پھربصرۃ پھر کوفہ پھر شام، یہ لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتا تھا لیکن اس میں کامیاب نہ ہو سکا. اس کو اہل شام نے ملک بدر کیا اور یہ مصر پہنچا اور وہاں رہا اور ان سے کہا: عجیب بات ہے کہ تم لوگ کہتے ہو کہ عیسیٰ واپس ائے گا اور انکار کرتے ہو کہ نبی محمّد صلی اللہ علیہ وسلم واپس نہ آیئں گے. اس نے ان کے لئے رجعت کا عقیدہ بنایا اور انہوں نے اس کو قبول کیا. پھر اس نے کہا : ہر نبی کےلئے ایک وصی تھا اور علی محمّد کے وصی ہیں لہذا سب سے ظالم وہ ہیں جنہوں نے آپ کی وصیت پر عمل نہ کیا. اس نے یہ بھی کہا کہ عثمان نے بلا حق، خلافت پر قبضہ کیا ہوا ہے لہذا اٹھو اور اپنے حکمرانوں پر طعن کرو

کتاب رجال ابن داود از ابن داوود الحلي کے مطابق

عبدالله بن سبا ي (جخ) رجع إلى الكفر وأظهر الغلو (كش) كان يدعي النبوة وأن عليا عليه السلام هو الله، فاستتابه عليه السلام (ثلاثة أيام) فلم يرجع فأحرقه في النار في جملة سبعين رجلا ادعوا فيه ذلك

عبد اللہ بن سبا ان ستر میں تھا جن کو جلا دیا گیا

الکشی کہتے ہیں امام جعفر نے کہا

أن عبدالله بن سبأ كان يدعي النبوة ويزعم أن أمير المؤمنين (عليه السلام) هو الله

ابن سبا نبوت کا مدعی تھا اور دعوی کرتا تھا کہ علی وہ اللہ ہیں

کتاب خلاصة الاقوال از الحسن بن يوسف بن علي بن المطهر الحلي کے مطابق

عبدالله بن سبا بالسين المهملة والباء المنقطة تحتها نقطة واحده غال ملعون حرقه أميرالمؤمنين عليه السلام بالنار كان يزعم أن عليا عليه السلام إله وأنه نبي لعنه الله.

عبد اللہ بن سبا کو علی نے جلوا دیا کیونکہ اس نے ان کو الہ کہا

بعض مستشرقین نے یہودی سازش کی چھپانے کے لئے یہ شوشہ چھوڑا کہ اس ابن سبا کی حکایت میں سَيْفُ بْنُ عُمَرَ التَّمِيمِيُّ ضعیف ہے اس کے بعد شیعہ حضرات بہت خوش ہوئے اور اپنے ائمہ پر جھوٹ گھڑنے کا اتہام لگا دیا جو ابن سبا کا ذکر کرتے آئے ہیں – اہل سنت میں سَيْفُ بْنُ عُمَرَ التَّمِيمِيُّ سے بعض روایات ابن سبا سے متعلق لی گئی ہیں لیکن کیا کتب شیعہ میں ابن سبا کی تمام خبریں سَيْفُ بْنُ عُمَرَ التَّمِيمِيُّ کی سند سے ہیں ؟ نہیں ان کے مختلف راوی ہیں جو ثقہ سمھجے جاتے ہیں اور متقدمیں شیعہ ابن سبا کو ایک حقیقی شخص سمجھتے آئے ہیں- اس کے علاوہ اہل سنت کی کتب میں ۲۰ سے ۳۰ راوی ایسے ہیں جو کھلم کھلا اپنے اپ کو سبائی کہتے ہیں یا محدثین إن کو السبئية یا السبائية مين شمأر کرتے ہیں یا وہ رجعت کا عقیدہ رکھتے ہیں – جن میں سے بعض سَيْفُ بْنُ عُمَرَ التَّمِيمِيُّ سے پہلے کے ہیں

السبئية سے متعلق روایات کو محمد بن حنفیہ کے بیٹے علی بن محمد بن علی نے جمع کیا تھا یعنی علی رضی اللہ عنہ کے پوتے نے اس کی خبر امام فسوی المعروفة والتاریخ میں دیتے ہیں

وكان عَبد الله جمع أحاديث السبئية

اور عبد اللہ نے السبئية کی روایات جمع کیں

مورخین کے نزدیک السبئية سے مراد وہ قبائل بھی ہیں جو یمن میں آباد تھے اور وہیں سے ابن سبا کا تعلق تھاجو یمن سے کوفہ پہنچا اور مورخین کے مطابق اس کی ماں کالی تھی – یہ ایک لطیف نکتہ ہے کہ یہ اصلی یہودی بھی نہیں

تھا کیونکہ یہود کے مطابق کالے لوگ اصلی یہود نہیں اگرچہ اتھوپیا میں کالے یہودی ہیں لیکن باقی یہودی ان کو اصل نہیں مانتے دوسرا یہود میں نسل باپ سے نہیں ماں سے چلتی ہے

کس طرح ابن سبا کے خفیہ عقائد کو قبول کر لیا گیا اب ان پر نظر ڈالتے ہیں – امید ہے کہ یہ کاوش تحقیق میں سود مند ثابت ہو گی

ابو شہریار

۲۰۲۰

تو، تو ہے

مسلمان مورخین عموما یہ کہتے ہیں کہ ابن سبا کے مقاصد سیاسی تھے اور اس نے دین کوایک ہتھیار کے طور پر استمال کیا تاکہ لوگوں کو جمع کر سکے۔ چناچہ اس نے نئی اصطلاحات ایجاد کیں۔ تقریبا تمام سنی مورخین نے اس کو غالی شیعہ فرقوں میں شمار کیا ہے۔ لیکن ان اصطلاحات کے پیچھے چھپے خفیہ یہودی ایجنڈا کی کھوج نہیں کی گئی

اس کے عقائد کی جڑ یہودی تصوف میں جا کر ملتی ہے اور بڑے واضح یہودی اثرات نظر اتے ہیں۔ مثلا توریت میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے کہا جب ان کو جلتے ہوئے درخت میں دیکھا کہ میں فرعون سے کیا کہوں کہ کس سے ہم کلام ہوا؟ اللہ نے کہا (خروج باب ۳ : ١٤) کہو

אֶהְיֶה אֲשֶׁר אֶהְיֶה

میں(وہ ہوں جو) میں ہوں | أنا هو الذي هو عربی میں | اهیے اشر اهیے عبرانی میں

البدء والتاريخ ص ١٤ پر لکھتے ہیں اپنی کتاب ابن المطهر بن طاهر المقدسي

وقول اليهود بالعبرانية ايلوهيم ادناي اهيا شراهيا ومعنى ايلوهيم الله

اور یہود کا قول ہے (اللہ کے اسم کے بارے میں) کہ ایلوهيم، ادناي، اهيا شراهيا اور ایلوهیم کا مطلب اللہ ہے

اهيا شراهيا دراصل احیے عشر احیے کو معرب کیا گیا ہے۔ ابن العبري اپنی کتاب تاريخ مختصر الدول میں لکھتے ہیں

.قال موسى: فان قالوا لي ما اسم ربك ماذا أقول لهم. قال: قل اهيا اشر اهيا أي الأزلي الذي لا يزال

موسیٰ نے کہا: اگر وہ فرعونی مجھ سے پوچھیں کہ تمہارے رب کا نام کیا ہے تو میں کیا کہوں. اللہ نے کہا کہو : اهیا شراهیا یعنی میری ہمیشگی کو زوال نہیں

ابن منظور نے الصغانی کا قول نقل کیا ہے کہ

وهو اسم من أسماء الله جل ذكره ومعنى إهيا أشر إهيا الأزلي الذي لم يزل هكذا أقرأنيه حبر من أحبار اليهود بعدن أبين) شَراهِيا معناه يا حيٌّ يا قيُّومُ بالعِبْرانِيَّةِ

اور یہ اللہ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے اور اهیا شراهیا کہ میری ہمیشگی کو زوال نہیں اور ایسا ہی عدن کے ایک احباروں میں سے یہودی حبر نے مجھے بتایا ہے کہ شراهیا کا مطلب عبرانی میں یا حی یا قیوم ہے

لہذا جب عبدللہ ابن سبا نے علی سے کہا تو، تو ہے ! تو اسکا مفہوم تھا کہ تو اللہ ہے چونکہ اللہ نے موسیٰ سے کہا تھا میں، میں ہوں. ابن سبا نے وہی طرز اختیار کیا اور اپنے ما فی ضمیر کو بیان کیا. اس طرز کو علی رضی اللہ تعالی عنہ فورا پہچان گئے. دوسرا علی کے بارے میں اس کا دعوی کہ وہ بادلوں میں ہیں اور بجلی کی کوند ان کی مسکراہٹ ہے . کچھ اور نہیں بلکہ حزقی ایل کے مرکبہ یا عرش پر موجود شخص سے مماثلت ہے

علی بادل پر

اس کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور موسی علیہ السلام میں بہت مماثلت تھی اور اس یہ بائبل کے انبیاء کو من و عن قبول کرتا تھا اور ان کے اقوال کی روشنی میں رسول اللہ کو بھی دیکھتا تھا- اس کے نزدیک علی کے کئی روپ تھے –

حزقی ایل کی کتاب میں ایک انسان نما شخص مرکبہ پر ہے جو یمنی یہود کے مطابق عرش تھا اور کتاب دانیال کے مطابق عتیق الایام کے پاس آنے والا شخص انسان تھا - اس انسان کو یہودی صوفی رب الارض یا بار انعش

Bar eNash

کہتے ہیں – بار انعش کا مطلب ہے ابن آدم لیکن یہ ابن آدم کوئی عام انسان نہیں اس کا ذکر کتاب دانیال میں ہے کہ یہ زمین کی سیر کرتا ہے اور واپس جا کر رب تعالی کو خبر کرتا ہے –

کتاب استثنا باب ۳۳ آیت ۲٦ میں ہے

There is none like God, O Jeshurun, who rides through the heavens to your help, through the skies in his majesty.

اللہ کے مثل کوئی نہیں اے یشورن ، جو آسمانوں پر سوار ہو کر تیری مدد کو اتا ہے ، آسمانوں میں سے گذر کر اپنے جلال کے ساتھ

یہاں عبرانی میں الفاظ ہیں شمائم جس کا مطلب وہی ہے جو عربی ،میں سماوات (یعنی آسمانوں) کا ہے

زبور باب ٦٨ آیت ۳۳ میں ہے

(Yahweh) . . . who rides in the heavens, the ancient heavens

یحوی .. وہ جو آسمانوں پر سوار اتا ہے قدیم آسمانوں میں ہے

یہاں پھر شمائم کا لفظ ہے عبرانی میں اور اس کو قدیم کہا گیا ہے

یسعیاہ باب ۱۹ میں ہے

Behold Lord is riding a swift cloud

خبر دار رب آئے گا ایک تیز رفتار بادل پر سوار ہو کر

کتاب دانیال میں ہے

I saw in the night-visions, and, behold, there came with the clouds of heaven one like unto a son of man, and he came even to the ancient of days, and they brought him near before him

میں نے اپنے رات کے خواب میں دیکھا کہ عنان شمائم پر ایک بار انعش آیا اور قدیم ال ایام کے پاس پیش ہوا اور اس فرشتوں نے اس کو مقرب بارگاہ کیا

یہاں الفاظ ہیں عنان شمائم یعنی آسمانی بادلوں پر ابن آدم آیا اور عنان شمائم پر ہی اللہ تعالی سوار ہوتا ہے لہذا اس سے یہ استخراج کرنا مشکل نہیں ہے کہ دانیال ایک صوفی کشفی ہے جو بدعتی عقیدہ پھیلا رہا ہے جو تجسیم الہی پر منبی ہے بلکہ اسی سے یہودی فرقوں میں دو قوتوں کا تصور اتا ہے جو بعد میں روح القدس مل کر نصرانی عقیدہ بنتا ہے

ان آیات پر جیوئش انسائیکلوپیڈیا میں درج ہے

The expression “son of man” (“bar enash”) has a peculiar use in Dan. Vii. 13. Daniel in a vision sees “one like the son of man coming on [A. V. “with”] the clouds of heaven and appearing before the Ancient of Days,” to receive from Him “the dominion, the glory, and the kingdom for all time” (Hebr.). There is no dispute among commentators that Israel is thereby meant; but they differ as to the question whether the “son of man” depicted is merely a personification of the people, or whether the writer had in mind a concrete personality representing Israel, such as the

Messiah or Israel's guardian angel, the archangel Michael. The latter interpretation, proposed by Cheyne and adopted by others, has little in its favor compared with the older opinion that the person of the Messiah is alluded to—a view shared by the Rabbis (Sanh. 98a; Midr. Teh. To Ps. Ii.; comp. the name "'Anani" in Targ. To I Chron. Iii., and "bar nefele" [= "son of the clouds"] in Sanh. 96b) and the Apocalyptic as well as Christian writers (Enoch xxxvii.-lxxi.; IV Esdras xiii. 3; Justin Martyr, "Dialogus cum Tryphone," p. 31, and Ephraem Syrus in his commentary to Daniel, l.c.; see also the commentaries of Nowack and others to the passage).[1]

بار انعش کا کتاب دانیال باب ۷ آیت ۱۳ میں خاص ذکر ہے – دانیال اپنے خواب میں دیکھتا ہے ایک ابن آدم جیسا اتا ہے بادل پر (بادل میں) ، آسمان کے بادل پر اور القدیم الایام (اللہ) کے سامنے پیش ہوتا ہے، تاکہ القدیم الایام سے جلال، عظمت اور وقت کی مملکت حاصل کرے- شارحین (کتاب دانیال) کا آپس میں اس پر کوئی اختلاف نہیں ہے کہ یہ سب اسرائیل کا یہاں ذکر ہے لیکن ان کا اختلاف اس پر ہے کہ بار انعش کیا پوری بنی اسرائیلی قوم ہے یا کتاب دانیال کے مصنف کے ذہن میں کوئی خاص شخصیت تھی جو اسرائیل کے لئے پیش ہوئی تھی یعنی مسیحا یا اسرائیل کا نگہبان فرشتہ میکایل - ..... ربیوں کا موقف تھا (صنحدرن کا حوالہ) کہ یہ عنانی .. (ابن سحاب یا بادل کا بیٹا ہے) .... نصرانی بھی یہی سمجھتے ہیں ...

اس کتاب کے جز ثالث میں روایت موجود ہے کہ بادل اللہ کے پاس سے آتا ہے - اس روایت کو سمجھا جا سکتا ہے کہ یہودی تصورات پر مشتمل ہے – عنان ، عبرانی میں بادل کو کہتے ہیں - ابن سبا نے اس بار انعش کو علی رضی اللہ عنہ سے ملا دیا – اس طرح علی آسمان میں بادل میں اڑنے لگے – ان کو کہا گیا کہ ایک بادل ملا ہے جس پر وہ سوار ہوتے ہیں جس کو شیعہ الصعب کہتے ہیں

صحیح مسلم میں ہے کہ بادل اللہ کے پاس سے اتا ہے

---

1 http://www.jewishencyclopedia.com/articles/10342-man-son-of

وحدثنا يحيى بن يحيى ، اخبرنا جعفر بن سليمان ، عن ثابت البناني ، عن انس، قال: قال انس : " اصابنا ونحن مع رسول الله صلى الله عليه وسلم مطر، قال: فحسر رسول الله صلى الله عليه وسلم ثوبه حتى اصابه من المطر، فقلنا: يا رسول الله " لم صنعت هذا؟ قال: " لانه حديث عهد بربه تعالى

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم پر برسات ہوئی اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے سو کھول دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کپڑا یہاں تک کہ پہنچا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مینہ اور ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! "آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس لئے کہ یہ ابھی اپنے پروردگار کے پاس سے آیا ہے۔

راقم کہتا ہے یہ روایت کوئی شیعہ ہی روایت کر سکتا ہے جو سبائی ہو - اس میں جعفر بن سليمان الضبعي ہے جو ثابت سے روایت کرتا ہے اور شیعہ ہے اس کو امام يحيى القطان نے نے ضعیف قرار دیا ہے

کتاب بصائر الدرجات از محمد بن الحسن الصفار،تصحيح وتعليق وتقديم: الحاج ميرزا حسن كوچه باغي، مطبعة الأحمدي طهران منشورات الأعلمي – طهران کے مطابق

أبو جعفر محمد بن الحسن بن فروخ الصفار المتوفى سنة ٢٩٠ جو الإمام الحسن العسكري کے اصحاب میں سے تھے باب في ركوب أمير المؤمنين ع السحاب وترقيه في الأسباب والأفلاك (باب امير المومنين على عليه السلام کا بادل میں روایت کرتے ہیں (کی سواری کرنااور اس میں اسباب و افلاک پر بلند ہونا

حدثنا أحمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن عثمان بن عيسى عن سماعة بن مهران عن أبي بصير عن أبي جعفر عليه السلام أنه قال إن عليا عليه السلام ملك ما في الأرض و ما في تحتها فعرضت له السحابان الصعب والذلول فاختار الصعب وكان في الصعب ملك ما تحت الأرض وفى الذلول ملك ما فوق الأرض واختار الصعب على الذلول فدارت به سبع أرضين فوجد ثلث خراب وأربع عوامر

(٢) حدّثنا أحمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن عثمان بن عيسى عن سماعة بن مهران عن أبي بصير عن أبي جعفر عليه السلام أنه قال: إن علياً عليه السلام ملك ما فوق الأرض وما تحتها فعرضت له السحابان الصعب والذلول فاختار الصعب وكان في الصعب ملك ما تحت الأرض وفي الذلول ملك ما فوق الأرض واختار الصعب على الذلول فدارت به سبع ارضين فوجد ثلاثاً خربة وأربعاً عوامر.

ابی بصیر، أبي جعفر علیه السلام سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک علی کی تمکنت میں ہے جو کچھ زمین میں اور تحت الثری میں ہے پس ان پر دو بادل پیش کیے گئے الصعب (مشکل) اورالذلول (آسانی). انہوں نے الصعب کو الذلول پر منتخب کیا پس الصعب پر انہوں نے سات زمینوں کی سیر کی اور اس میں سے ایک تہائی کو ویران و برباد پایا اور باقی کو آباد

ابی جعفر ایک اور روایت میں الصعب کی تفصیل بتاتے ہیں

(١) **حدّثنا** أحمد بن محمد عن علي بن سنان عن عبد الرحيم أنه قال: ابتدأني أبو جعفر عليه السلام فقال: **أما إنّ ذا القرنين قد خيّر السحابين فاختار الذلول وذخر لصاحبكم الصعب**، قلت: وما الصعب؟ قال: **ما كان من سحاب فيه رعد وبرق وصاعقة فصاحبكم يركبه أما إنه سيركب السحاب ويرقى في الأسباب أسباب السموات السبع خمس عوامر واثنتان خراب.**

احمد بن محمّد کہتے ہیں ابو جعفر علیہ السلام نے بات شروع کی اور کہا کہ ذوالقرنین نے دو بادلوں میں سے الذلول کو لیا اور تمہارے صاحب نے الصعب کو لیا میں نے پوچھا یہ الصعب کیا ہے؟ کہا وہ بادل جس میں بجلی، اس کی کوند اور کڑک ہے پس تمہارے صاحب (علی) اس کی سواری کرتے ہیں اور اسباب میں سے بلند ہوتے سات آسمان کی سیر کرتے ہیں …۔

صحیح مسلم میں ہے

وحدثني أبو أيوب سليمان بن عبيد الله الغيلاني، حدثنا أبو عامر يعني العقدي، حدثنا رباح، عن قيس بن سعد، عن مجاهد، قال: جاء بشير العدوي إلى ابن عباس، فجعل يحدث، ويقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، فجعل ابن عباس لا يأذن لحديثه، ولا ينظر إليه، فقال: يا ابن عباس، مالي لا أراك تسمع لحديثي، أحدثك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا تسمع، فقال ابن عباس: " إنا كنا مرة إذا سمعنا رجلا يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم، ابتدرته أبصارنا، وأصغينا إليه بآذاننا، فلما ركب الناس الصعب، والذلول، لم نأخذ من الناس إلا ما نعرف

بشیر العدوی، ابن عباس کے پاس آیا اور روایت کرنے لگا اور بولا رسول اللہ نے کہا ،رسول اللہ نے کہا ،پس ابن عباس نے اس کی حدیث کی اجازت نہیں دی اور نہ اس کی طرف دیکھا. اس پر وہ ابن عبّاس سے مخاطب ہوا کیا وجہ ہے کہ اپ میری حدیث نہیں سنتے جبکہ میں رسول اللہ کی حدیث سنا رہاہوں؟ پس ابن عباس نے کہا ایک وقت تھا جب ہم سنتے کسی نے کہا قال رسول اللہ ہم نگاہ رکھتے اور اپنے کان اس (حدیث) پر لگاتے . لیکن جب سے لوگوں نے الصعب اور الذلول کی سواری کی تو ہم روایات نہیں لیتے مگر صرف اس سے جس کو جانتے ہوں

الصعب اور الذلول کی اہل سنت میں کوئی حتمی رائے نہیں لیکن شیعہ کتب سے واضح ہے کہ یہ ابن سبا کا عقیدہ تھا اور ابن عباس اس پر جرح کر رہے ہیں

علی کسی بادل پر رہتے تھے اہل سنت نے بھی روایت کیا ہے

الحافظ المقدسي کی الأحاديث المختارة میں ہے

أخبرنا عبد المعز بن محمد الهروي قراءة عليه بها قلت له: أخبركم محمد بن إسماعيل بن الفضيل – قراءة عليه وأنت تسمع – أنا محلم بن إسماعيل الضبي، أنا الخليل بن أحمد السجزي، أنا محمد بن إسحاق بن إبراهيم السراج، ثنا قتيبة بن سعيد، ثنا أبو عوانة عن سماك عن حبيب بن حماز، قال: كنت عند علي بن أبي طالب وسأله رجل عن ذي القرنين كيف بلغ المشرق والمغرب؟ قال: سبحان الله، سُخِّرَ له السحابُ ومُدَّتْ لَهُ الأسبابُ وبُسِطَ لهُ النُّورُ فقال: أزيدك؟ قال: فسكت الرجل وسكت علي

حبیب بن حماز نے کہا ہم علی کے پاس تھے ان سے ایک شخص نے ذي القرنين پر سوال کیا کہ یہ مشرق و مغرب کیسے پہنچے ؟ علی نے کہا سبحان اللہ ! ان کے لئے بادل کو مسخر کیا گیا اور اسباب کو مقرر کیا گیا اور نور کو پھیلا دیا گیا- حبیب بن حماز نے کہا اپ کو (بھی بادل پر) بلند کیا گیا ؟ پس حبیب بن حماز نے کہا : یہ شخص اور علی دونوں چپ رہے

سند میں سماك بن حرب ہے جس کو شعبہ ، سفيان الثَّوْرِيّ، صالح جزرة اور ابن مبارک نے ضعیف قرار دیا ہے البتہ دیگر نے صدوق کہا ہے

قال أحمد: سماك مضطرب الحديث

جریر کہتے اس کا دماغ چل گیا تھا

سماک کہا کرتا کہ اس کو خواب میں حکم ملتے ہیں الکامل از ابن عدی میں ہے

حَدَّثَنَا الحسين بن عفير الأنصاري، حَدَّثَنا سَعِيد بن سلمة، حَدَّثَنا إِبْرَاهِيم بْن عُيينة أخو سُفيان، عَن شُعْبَة عن سماك بْن حرب، قَال: قِيل لي في المنام إياك والكذب إياك والنميمة إياك ولحوم الناس.

سماک نے کہا مجھے نیند میں کہا گیا جھوٹ سے بچو ..

النسائي نے کہا اس کی منفرد روایت نہیں لی جائے گ لہذا یہ روایت قابل رد ہے

یہ راوی اختلاط کا شکار ہوا – ممکن ہے اس کا اثر ہو

البتہ امام علی کے لئے بادل تھا جس سے انہوں نے سیاروں کی سیر کی اہل تشیع کا قول قرن اول میں معروف تھا

اس بادل کو الصعب کہا جاتا ہے

کتب جرح و تعدیل میں بعض راویوں کے لئے ملتا ہے کہ وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ علی بادلوں میں ہیں. اس عقیدے کو ابن سبا کی طرف منسوب کیا جاتا ہے

البیان از جاحظ کے مطابق ان لوگوں کے لئے المعتمر شعر پڑھا کرتے تھے

ومن قوم إذا ذكروا عليا ... يردون السلام على السحاب

اور ایک قوم ہے کہ جب علی کا ذکر ہوا انہوں نے بادل کو سلام کیا

کتاب سیر أعلام النبلاء از الذہبی کے مطابق إِسْحَاقُ بنُ سُنَيْنٍ روایت کرتے ہیں کہ ابْنِ المُبَارَكِ کہتے تھے

ولا أقول علي في السحاب لقد ... أقول فيه إذا جورا وعدوانا

اور نہیں کہتا کہ علی بادل میں ہیں گر کہہ دوں تو یہ ظلم و زیادتی ہے

امام مسلم صحیح مسلم کے مقدمے میں لکھتے ہیں

وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا سَأَلَ جَابِرًا عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ [ص:21]: {فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللهُ لِي وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ} [يوسف: 80]، فَقَالَ جَابِرٌ: «لَمْ يَجِئْ تَأْوِيلُ هَذِهِ»، قَالَ سُفْيَانُ: وَكَذَبَ، فَقُلْنَا لِسُفْيَانَ: وَمَا أَرَادَ بِهَذَا؟ فَقَالَ: إِنَّ الرَّافِضَةَ تَقُولُ: إِنَّ عَلِيًّا فِي السَّحَابِ، فَلَا نَخْرُجُ مَعَ مَنْ خَرَجَ مِنْ وَلَدِهِ حَتَّى يُنَادِيَ مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ يُرِيدُ عَلِيًّا أَنَّهُ يُنَادِي اخْرُجُوا مَعَ فُلَانٍ، يَقُولُ جَابِرٌ: «فَذَا تَأْوِيلُ هَذِهِ الْآيَةِ، «وَكَذَبَ، كَانَتْ فِي إِخْوَةِ يُوسُفَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

روافض سورہ یوسف کی آیت فَلَنْ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّى يَأْذَنَ لِي أَبِي أَوْ يَحْكُمَ اللهُ لِي وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ کی تشریح اس سے کرتے کہ علی بادلوں میں ہیں اور وہ ان سے نہیں نکلیں گے یہاں تک کہ ان کی اولاد میں سے ایک شخص آئے جس کے لئے آسمان سے علی منادی کریں گے کہ فلاں کے ساتھ خروج کرو اور یہ تاویل جابر الجعفی کیا کرتا تھا

کتاب تهذیب التهذیب از ابن حجر میں سنن ابن ماجہ کے راوی عمرو بن جابر الحضرمي جو امام مہدی کی روایت کے راوی ہیں ،ان کے لئے بتاتے ہیں

عمرو بن جابر الحضرمي کے لئے أبو زرعة المصري کہتے تھے

قال بن أبي مريم قلت لابن لهيعة من عمرو بن جابر هذا قال شيخ منا أحمق كان يقول أن عليا في السحاب

ابن ابی مریم کہتے ہیں میں نے ابن لهيعة سے پوچھا کہ عمرو بن جابر کون ہے بولے ایک بوڑھا احمق کہتا تھا علی بادلوں میں ہیں

ابن ماجہ کی روایت جو یہ بیان کیا کرتا تھا وہ یہ ہے

حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى الْمِصْرِىُّ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِىُّ قَالاَ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ الْحَرَّانِىُّ حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ عَنْ أَبِى زُرْعَةَ عَمْرِو بْنِ جَابِرٍ الْحَضْرَمِىِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِىِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « يَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ فَيُوَطِّئُونَ لِلْمَهْدِىِّ ». يَعْنِى سُلْطَانَهُ.

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِىِّ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مشرق سے لوگ نکلیں گے جو المہدی کے لئے راہ ہموار کریں گے یعنی ان کی حکومت

کتاب لسان المیزان از ابن حجر میں مسند ابی یعلی کے راوی فرات بن الأحنف کے لئے ابن نمیر کہتے ہیں

قال ابن نمير: كان من أولئك الذين يقولون: علي في السحاب

ابن نمیر کہتے ہیں یہ ان میں سے ہیں جو کہتے ہیں علی بادل میں ہیں

کتاب لسان المیزان از ابن حجر میں راوی مسعدة بن اليسع الباهلي کے لئے کہتے ہیں

قال جعفر: قال أبي: فحرفها هؤلاء وقالوا: علي في السحاب

جعفر کہتے ہیں میرے باپ نے کہا ان لوگوں نے (دین میں) تحریف کی اور کہا علی بادل میں ہیں

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ سنن ابن ماجہ کے راوی بھی سبائی عقائد کے پرچارک ہیں

شم ہا مفورش – اسم اعظم

یہود کے مطابق اللّٰہ کا اسم اعظم ، جس کو شم ہا مفورش کہا جاتا ہے ۷۲ حروف پر مشتمل ہے- اس کا استخراج عبرانی تورات میں کتاب خروج باب ١٤ آیت ۱۹ سے ۲۱ سے کیا جاتا ہے کیونکہ ان تین اہم آیات کے عبرانی حروف ۷۲، ۷۲، ۷۲ ہیں لہذا اللّٰہ کا اسم ۷۲ پر مشتمل ہے جس کی مدد سے بحر احمر کو موسی نے پھاڑا اور خشک رستہ بنا آیات ہیں[2]

וַיִּסַּע מַלְאַךְ הָאֱלֹהִים, הַהֹלֵךְ לִפְנֵי מַחֲנֵה יִשְׂרָאֵל, וַיֵּלֶךְ, מֵאַחֲרֵיהֶם; וַיִּסַּע עַמּוּד הֶעָנָן, מִפְּנֵיהֶם, וַיַּעֲמֹד, מֵאַחֲרֵיהֶם

וַיָּבֹא בֵּין מַחֲנֵה מִצְרַיִם, וּבֵין מַחֲנֵה יִשְׂרָאֵל, וַיְהִי הֶעָנָן וְהַחֹשֶׁךְ, וַיָּאֶר אֶת-הַלָּיְלָה; וְלֹא-קָרַב זֶה אֶל-זֶה, כָּל-הַלָּיְלָה

וַיֵּט מֹשֶׁה אֶת-יָדוֹ, עַל-הַיָּם, וַיּוֹלֶךְ יְהוָה אֶת-הַיָּם בְּרוּחַ קָדִים עַזָּה כָּל-הַלַּיְלָה, וַיָּשֶׂם אֶת-הַיָּם לֶחָרָבָה; וַיִּבָּקְעוּ, הַמָּיִם

اُس وقت خدا وند کا فرشتہ اسرائیلی خیمہ کے پیچھے گیا۔ اس لئے بادل کا ستون لوگوں کے آگے سے ہٹ گیا اور اُن کے پیچھے آ گیا۔

2 http://fa.wikipedia.org/wiki/شمهمفوراش

اس طرح بادل مصریوں کے خیمہ اورإسرائیلیوں کے خیمہ کے درمیان کھڑا ہو گیا۔ بنی اسرائیلیوں کے لئے روشنی تھی لیکن مصریوں کے لئے اندھیرا۔ إس لئے مصری اس رات إسرائیلیوں کے قریب نہ آسکے۔

موسیٰ نے اپنا ہاتھ بحر قلزم کے اوپر اٹھا ئے اور خدا وند نے مشرق سے تیز آندھی چلا ئی۔ آندھی تمام رات چلتی رہی سمندر پھٹا اور ہوا نے زمین کو خشک کیا۔

یہودی تصوف کے مطابق موسی نے ۷۲ حروف پر منبی اسم الاعظم کے حروف ادا کیے اور سمندر پھٹ گیا اور بحر احمر میں سے خروج کیا یہودی تصوف کی کتاب، کتاب سفر یطذیرہ (کتاب الخلق) میں اس کا ذکر ملتا ہے جو ایک قدیم کتاب ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح حروف اللہ نے بولے اور ان سے تخلیق ہوتی گئی

اسم الاعظم کا ۷۲ حروف کا عقیدہ اسلامی شیعہ کتب میں بھی موجود ہے۔

الکافي از الكليني - ج 1 – ص ۲۳۰، ۲۳۱ باب ما أعطى الأئمة عليهم السلام من اسم الله الأعظم کی روایات ہیں

محمد بن يحيى وغيره ، عن أحمد بن محمد ، عن علي بن الحكم ، عن محمد بن الفضيل قال : أخبرني شريس الوابشي، عن جابر ، عن أبي جعفر عليه السلام قال : إن اسم الله الأعظم على ثلاثة وسبعين حرفا وإنما كان عند آصف منها حرف واحد فتكلم به فخسف بالأرض ما بينه وبين سرير بلقيس حتى تناول السرير بيده ثم عادت الأرض كما كانت أسرع من طرفة عين ونحن عندنا من الاسم الأعظم اثنان وسبعون حرفا ، وحرف واحد عند الله تعالى استأثر به في علم الغيب عنده ، ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم

محمد بن يحيى اور ديگر ، احمد بن محمد سے ، وہ علی بن الحکم سے وہ محمّد بن الفضیل سے کہتے ہیں مجھ کو شريس الوابشي نے خبر دی کہ امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ بے شک اللہ کا اسم اعظم ۷۳ حروف کا ہے اور اس میں سے اصف کے پاس ایک حرف تھا جس کو اس نے بولا تو اس کے اور بلقیس کے درمیان زمین دھنس گئی کہ اس کا ہاتھ تخت پر لگا پھر زمین واپس ویسی ہی ہوئی جیسی کہ تھی پلک جھپکتے میں - اور ہمارے پاس اسم الأعظم کے ۷۲ حروف ہیں اور ایک حرف اللہ نے ہم سے چھپایا ہے جو علم الغیب میں اس کے ہے ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم

محمد بن يحيى ، عن أحمد بن محمد ، عن الحسين بن سعيد ومحمد بن خالد ، عن زكريا بن عمران القمي ، عن هارون بن الجهم ، عن رجل من أصحاب أبي عبد الله عليه السلام لم أحفظ اسمه قال سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول : إن عيسى

ابن مریم علیه السلام أعطي حرفين كان يعمل بهما وأعطي موسى أربعة أحرف ، وأعطي إبراهيم ثمانية أحرف ، وأعطي نوح خمسة عشر حرفا ، وأعطي آدم خمسه وعشرين حرفا ، وإن الله تعالى جمع ذلك كله لمحمد صلى الله عليه وآله وإن اسم الله الأعظم ثلاثة وسبعون حرفا ، أعطى محمدا صلى الله عليه وآله اثنين وسبعين حرفا وحجب عنه حرف واحد

محمد بن یحیی، احمد بن محمّد سے وہ الحسين بن سعيد اور محمد بن خالد سے وہ زکریا بن عمران القمي سے وہ ھارون بن الجهم سے وہ أبي عبد الله علیہ السلام کے اصحاب سے نقل کرتے ہیں جن کا نام یاد نہیں ہے کہ ابی عبد اللہ امام جعفر کو سنا کہا بے شک عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو دو حرف عطا کیے گئے جن سے وہ عمل کرتے اور موسی علیہ السلام کو چار حرف ملے اور ابراہیم کو آٹھ اور نوح کو پندرہ اور آدم کو ۲۵ حروف ملے اور اللہ نے ان سب کو محمّد صلی اللہ علیہ و الہ کے لئے جمع کر دیا اور بے شک اللہ کا نام ۷۳ حرفی ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ۷۲ حروف ملے اور ایک ان سے چھپا لیا گیا

بعض شیعہ کتب کے مطابق یہ کلمات علی رضی اللہ عنہ نے بولے تھے جو سلیمان کے دربار میں موجود تھے زمان و مکان کی قید سے آزاد علی کا تصرف بیان سے باہر ہے

کتاب بصائر الدرجات کی روایت ہے

وعن ابن بكير، عن أبي عبد الله [عليه السلام]، قال: كنت عنده، فذكروا سليمان وما أعطي من العلم، وما أوتي من الملك فقال لي: وما أعطي سليمان بن داود؟ إنما كان عنده حرف واحد من الاسم الأعظم، وصاحبكم الذي قال الله تعالى: قل: كفى بالله شهيداً بيني وبينكم ومن عنده علم الكتاب. وكان ـ والله ـ عند علي [عليه السلام]، علم الكتاب.

فقلت: صدقت والله جعلت فداك

ابن بکیر ابی عبد اللہ امام جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ میں ان کے پاس تھا پس سلیمان اور ان کو جو علم عطا ہوا اس کا ذکر ہوا اور جو فرشتہ لے کر آیا پس انہوں (امام جعفر) نے مجھ سے کہا اور سلیمان بن داود کو کیا ملا؟ اس کے پاس تو الاسم الأعظم کا صرف ایک ہی حرف تھا اور ان کے صاحب جن کے لئے اللہ تعالی کہتا ہے : قل كفى بالله شهيداً بيني وبينكم ومن عنده علم الكتاب الرعد: **43** اور وہ تو اللہ کی قسم ! علی علیہ السلام کے پاس ہے علم الکتاب

تفسیر القمي ج**1** ص**368** کے مطابق

عن أبي عبد الله [عليه السلام]، قال: الذي عنده علم الكتاب هو أمير المؤمنين

ابی عبد اللہ سے روایت ہے کہ قال الذي عنده علم الكتاب یہ امیر المومنین (علی) ہیں

عقیدہ رجعت کا مصدر

قرن اول میں امت میں ایک عقیدہ پھیلایا گیا جس کو عقیدہ الرجعة یا رجعت کہا جاتا ہے – اس عقیدے کے اہل سنت انکاری ہیں اور شیعہ اقراری ہیں- عقیدہ الرجعة کیا ہے کتب شیعہ سے سمجھتے ہیں

سورہ البقرہ کی آیت ألم تر إلى الذين خرجوا من ديارهم وهم ألوف حذر الموت فقال لهم الله موتوا ثم أحياهم إن الله لذو فضل على الناس ولكن أكثر الناس لا يشكرون(243) پر بحث کرتے ہوئے شیعہ عالم أبي جعفر محمد بن الحسن الطوسي المتوفی ٤٦٠ ھ تفسير التبيان في تفسير القرآن میں لکھتے ہیں

.وفي الاية دليل على من أنكر عذاب القبر والرجعة معا، لان الاحياء في القبر، وفي الرجعة مثل إحياء هؤلاء الذين أحياهم للعبرة

اور اس آیت میں دلیل ہے اس پر جو عذاب قبر کا اور رجعت کا انکار کرے کیونکہ قبر میں زندہ ہونا اور رجعت میں ان کی مثل ہے جن (کا ذکر آیت میں ہے جن کو) کو عبرت کے لئے زندہ کیا گیا

آیت فرحين بما آتاهم الله من فضله ويستبشرون بالذين لم يلحقوا بهم من خلفهم ألا خوف عليهم ولاهم يحزنون(170) کی تفسیر میں أبي على الفضل بن الحسن الطبرسي المتوفی ٥٤٨ ھ لکھتے ہیں

في الآية دليل على أن الرجعة إلى دار الدنيا جائزة لاقوام مخصوصين

اور اس آیت میں دلیل ہے کہ دار دنیا میں مخصوص اقوام کی رجعت جائز ہے

آیت ثُمَّ بَعَثْنَكُم مِّن بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشكُرُونَ(56) کی تفسیر میں شیعہ عالم تفسیر میں تفسیر مجمع البيان لکھتے ہیں

و استدل قوم من أصحابنا بهذه الآية على جواز الرجعة و قول من قال إن الرجعة لا تجوز إلا في زمن النبي (صلى الله عليه وآله وسلّم) ليكون معجزا له و دلالة على نبوته باطل لأن عندنا بل عند أكثر الأمة يجوز إظهار المعجزات على أيدي الأئمة و الأولياء و الأدلة على ذلك مذكورة في كتب الأصول

اور ہمارے اصحاب کی ایک قوم نے اس آیت سے استدلال کیا ہے رجعت کے جواز پر اور کہا کہ جس نے کہا رجعت جائز نہیں ہے سوائے دور نبوی صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کے کہ وہ معجزہ ہوتا ان کی نبوت کی دلیل پر تو یہ باطل قول ہے کیونکہ ہمارے اکثر ائمہ اور اولیاء کے ہاتھ پر معجزات کا ظہور جائز ہے جس پر دلائل مذکورہ کتب اصول میں موجود ہیں

ائمہ شیعہ کے مطابق الرجعة کا ایک خاص وقت ہے جس کا انکار لوگوں نے کیا کیونکہ وہ اس کی تاویل تک نہیں پہنچ سکے

قرآن کی آیت ربنا أمتنا اثنتين وأحييتنا اثنتين وہ کہیں گے اے رب ہم کو دو بار زندہ کیا گیا اور دو بار موت دی گئی پر بھی اہل سنت اور اہل تشیع کا اختلاف ہے – اہل سنت اس کو عموم کہتے ہیں جبکہ اہل تشیع اس کو خاص – اہل سنت کے مطابق تمام لوگوں کو دو زندگیاں اور دو موتیں ملیں ہیں اور اہل تشیع کے مطابق صرف ان دشمنان اہل بیت کو ملی ہیں جن کے گناہوں کا عذاب ان کو دنیا میں نہیں ملا اور مر گئے لہذا ان کو زندہ کیا جائے گا اسی طرح اہل بیت کو بھی قیامت سے قبل زندہ کیا جائے گا

تفسیر نور ثقلین از عبد علی بن جمعة العروسی الحویزی المتوفی ۱۱۱۲ ھ کے مطابق

وقال علي بن ابراهيم رحمه الله في قوله عزوجل : ربنا أمتنا اثنتين و أحييتنا اثنتين إلى قوله من سبيل قال الصادق عليه السلام : ذلك في الرجعة

علی بن ابراہیم نے کہا اللہ کا قول ربنا أمتنا اثنتين و أحييتنا اثنتين تو اس پر امام جعفر نے کہا یہ رجعت سے متعلق ہے

اہل تشیع میں یہ عقیدہ اصلا ابن سبا سے آیا- یہود بھی رجعت کا عقیدہ رکھتے ہیں اور ان کے مطابق مسیح آ کر مردوں کو زندہ کرے گا

اس کی دلیل بائبل کی کتاب یسعیاہ باب ۲٦ آیت ۱۹ ہے

Your dead shall live; their bodies shall rise.

You who dwell in the dust, awake and sing for joy

For your dew is a dew of light,

and the earth will give birth to the dead.

تمھارے مردے جی اٹھیں گے ان کے اجسام زندہ ہوں گے

تم وہ جو خاک میں ہو اٹھو اور گیت گاؤ

کیونکہ تمہاری اوس، روشنی کی شبنم ہے

اور زمیں مردہ کو جنم دے گی

حزقی ایل کی کتاب میں رجعت کا ذکر ہے کہ یہود کو کس طرح جی بخشا جائے گا

Behold I will open your graves and raise you from your graves, My people; and I will bring you into the Land of Israel. You shall know that I am G-d when I open your graves and when I revive you from your graves, My people. I shall put My spirit into you and you will live, and I will place you upon your land, and you will know that I, G-d, have spoken and done, says G-d." (Ezekiel 37:12-14)

خبردار میں تمہاری قبریں کھول دوں گا اور تم کو جی بخشوں گا میرے لوگ! اور میں تم کو ارض مقدس لاؤں گا

تم جان لو گے کہ میں ہی اللہ ہوں میں قبروں کو کھولوں گا

آور تم کو ان میں سے اٹھاؤں گا میرے لوگ ! میں اپنی روح تم میں ڈالوں گا

اور تم زندہ ہو گے اور میں تم کو تمہاری زمین پر رکھوں گا اور تم جان لو گے کہ میں رب نے جو کہا پورا کیا

ان آیات کی بنیاد پر یہود کہتے ہیں کہ مسیح مردوں کو بھی زندہ کرے گا اور یہی عقیدہ اہل تشیع کا بھی ہے جس کی قلمیں قرانی آیات میں لگائی گئیں تاکہ اس عقیدہ کو ایک اسلامی عقیدہ ثابت کیا جا سکے

اہل سنت میں عقیدہ عود روح زاذان نے روایت کیا ہے جو اصحاب علی میں کہا جاتا ہے – راقم کہتا ہے یہ اصحاب ابن سبا میں سے ہے - تلمود میں ہے

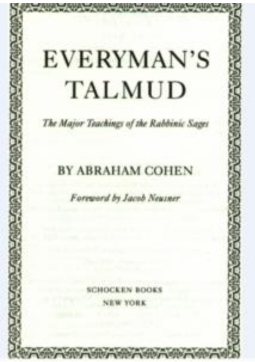

The actual process of dying is described in this manner: 'When a person's end comes to depart from the world, the angel of death appears to take away his soul (*Neshamah*). The *Neshamah* is like a vein full of blood, and it has small veins which are dispersed throughout the body. The angel of death grasps the top of this vein and extracts it. From the body of a righteous person he extracts it gently, as though drawing a hair out of milk; but from the body of a wicked person it is like whirling waters at the entrance of a canal or, as others say, like taking thorns out of a ball of wool which tear backwards. As soon as this is extracted the person dies, and the spirit issues forth and settles on his nose until the body decays. When this happens, it cries and weeps before the Holy One, blessed be He, saying, "Lord of the Universe! Whither am I being led?" Immediately (the angel) Dumah takes and conducts him to the court of death among the spirits. If he had been righteous, it is proclaimed before him, "Clear a place for such and such a righteous man"; and he proceeds, stage by stage, until he beholds the presence of the *Shechinah*' (Midrash to Ps. xi. 7; 51*b*, 52*a*).

موت کے مراحل کا ذکر تلمود میں اسطرح کیا گیا ہے کہ جب آدمی اس جہان کو چھوڑ رہا ہوتا ہے تو ملک الموت اتا ہے جو روح یا نسمہ کو نکالتا ہے – نسمہ ایک خون سے بھری رگ جیسا ہوتا ہے جو تمام بدن میں بکھری ہے ملک الموت اس کا اوپر پکڑتا ہے اور کھینچتا ہے نیک کے جسم سے اس کو آہستگی سے جیسے دودھ میں بال ہو لیکن بدکار کے بدن میں ایسے کھینچتا ہے جیسے روئی کے گالے کو کانٹوں پر گھسیٹا جائے جس سے وہ ٹوٹ جائے- جیسی ہی نسمہ نکلتا ہے آدمی مر جاتا ہے اور روح ناک میں ا جاتی ہے جب یہ ہوتا ہے تو وہ روتی اور چیختی ہے کہ اے مالک اے رب العالمین مجھ کو کہاں لے جایا جا رہا ہے ؟ فورا ہی دومہ فرشتہ اس کو لیتا ہے اور روحوں کے مقام پر لے جاتا ہے

زاذان کی عود روح کی مسند احمد کی روایت میں یہ بیان ہوا ہے

ثُمَّ يَجِيءُ مَلَكُ الْمَوْتِ، حَتَّى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَيَقُولُ: أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ، اخْرُجِي إِلَى سَخَطٍ مِنَ اللَّهِ وَغَضَبٍ ". قَالَ: " فَتُفَرَّقُ فِي جَسَدِهِ فَيَنْتَزِعُهَا فَيَنْتَزِعُهَا كَمَا يُنْتَزَعُ السَّفُّودُ مِنَ الصُّوفِ الْمَبْلُولِ، فَيَأْخُذُهَا، فَإِذَا أَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوهَا فِي يَدِهِ طَرْفَةَ [ص:502] عَيْنٍ حَتَّى يَجْعَلُوهَا فِي تِلْكَ الْمُسُوحِ، وَيَخْرُجُ مِنْهَا كَأَنْتَنِ رِيحِ جِيفَةٍ وُجِدَتْ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ
پھر ملک الموت آ کر اس کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ اے نفس خبیثہ ! اللہ کی ناراضگی اور غصے کی طرف چل یہ سن کر اس کی روح جسم میں دوڑنے لگتی ہے اور ملک الموت اسے جسم سے اس طرح کھینچتے ہیں جیسے گیلی اون سے سیخ کھینچی جاتی ہے اور اسے پکڑ لیتے ہیں فرشتے ایک پلک جھپکنے کی مقدار بھی اسے ان کے ہاتھ میں نہیں چھوڑتے

یہ متن تلمود سے سرقه کیا گیا ہے – کسی یہودی حبر کے قول کو حدیث بنا کر پیش کیا گیا ہے

آج بھی یہود اس کے قائل ہیں کہ اصلی مسیح کے ظہور پر بنی اسرائیلی زندہ ہوں گے – اس عقیدے کا پرچار ابن سبا نے سب سے پہلے کیا

ابن سبأ أول من قال بالرجعة

ابن سبا نے سب سے پہلے رجعت کا قول کہا

اس کے بعد رجعت کا قول شیعہ راویوں میں قرن اول سے ہی چل رہا ہے جن میں بعض بہت مشہور ہیں مثلا

أبو الطفيل عامر بن واثلة المتوفی 110 ہجری پر ابن قتیبہ کا المعارف میں قول ہے

وكان مع «المختار» صاحب رايته، وكان يؤمن بالرّجعة

یہ مختار ثقفی کے جھنڈے تلے تھے اور رجعت پر ایمان رکھتے تھے

جابر الجعفي المتوفی ۱۳۰ ھ کے لئے ابن قتیبہ المعارف میں لکھتے ہیں

جابر بن يزيد. وكان ضعيفا في حديثه. وهو من الرّافضة الغالية، الذين يؤمنون بالرّجعة

یہ حدیث میں ضعیف ہے رافضی غالی ہے رجعت پر ایمان رکھتا تھا

کتاب از الفسوی میں ہے

قَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَحْمِلُونَ عَلَى جَابِرٍ قَبْلَ أَنْ يُظْهِرَ مَا أَظْهَرَ، فَلَمَّا أَظْهَرَ مَا أَظْهَرَ اتَّهَمَهُ النَّاسُ فِي حَدِيثِهِ، وَتَرَكَهُ بَعْضُ النَّاسِ، فَقِيلَ لَهُ: وما أظهر؟ قال: الايمان بالرجعة.

جب جابر کا عقیدہ ظاہر نہیں تھا لوگ اس کی روایت لیتے تھے

تاریخ طبری جلد ۱۱ میں لکھا ہے

قال العباس: وحدثنا يحيى بن يعلى المحاربى عن زائده قال: كان جابر الجعفى كذابا يؤمن بالرجعة

تاريخ المنتظم في تاريخ الأمم والملوك از ابن جوزی میں إسماعيل بن محمد بن يزيد بن ربيعة، أبو هاشم الحمْيَري

پر لکھا ہے

وكان الحميري يشرب الخمر، ويقول بالرجعة

عبدالله بن محمد بن حنفیه (علی رضی الله عنه کا پوتا) امام زہری کے مطابق یہ السبییہ میں سے تھا

اصبغ بن نباته المتوفی ۱۱۰ ہجری – یہ علی کی پولیس میں تھا اور یہ رجعت پر ایمان رکھتا تھا

قَالَ الْعُقَيْلِيُّ: كَانَ يَقُولُ بِالرَّجْعَةِ.

امام عقیلی کہتے ہیں یہ رجعت کا کہتا تھا

تاریخ اسلام از الذہبی میں ہے

عُثْمَانُ بْنُ عمير أبو اليقظان البجلي الكوفي الأعمى ۱۵۰ ھ رجعت پر ایمان رکھتا تھا

.قَالَ أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ: كَانَ يُؤْمِنُ بِالرَّجْعَةِ

قرن اول کا مشہور شاعر کثیر بھی اسی عقیدے پر تھا – تاریخ اسلام از الذہبی میں ہے

كثيِّر عزّة الشاعرة المشهور هو كثير بن عبد الرحمن بن الأسود الخزاعي

تاریخ طبری میں سن ۱۵۰ ہجری میں مرنے والوں پر لکھا ہے

.و كثير شيعی يؤمن بالرجعة

کثیر عزه الشاعر رجعت پر ایمان رکھتا تھا

قَالَ الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ: قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: إِنِّي لأَعْرِفُ صَلاحَ بَنِي هَاشِمٍ وَفَسَادَهُمْ بِحُبِّ كُثَيِّرٍ، فَمَنْ أَحَبَّهُ مِنْهُمْ فَهُوَ فَاسِدٌ، وَمَنْ أَبْغَضَهُ فَهُوَ صَالِحٌ، لِأَنَّهُ كَانَ خَشَبِيًّا يُؤْمِنُ بِالرَّجْعَةِ

مزید لوگ یہ ہیں جو رجعت کا عقیدہ رکھتے ہیں اور یہ لسٹ تو صرف اہل سنت کے مصادر کو دیکھ کر مرتب کی گئی ہے

راشد الہجری یہ علی کے ساتھ تھا رجعت پر ایمان رکھتا تھا

یونس بن خبیب رجعت پر ایمان رکھتا تھا

داود بن یزید رجعت پر ایمان رکھتا تھا

المغیرہ بن سعید رجعت پر ایمان رکھتا تھا

بیان بن سمعان رجعت پر ایمان رکھتا تھا

حارث بن حصیرہ المتوفی ۱۵۰ ھ رجعت پر ایمان رکھتا تھا

محمد بن سائب الکلبی رجعت پر ایمان رکھتا تھا

اسمعیل بن خلیفه رجعت پر ایمان رکھتا تھا

عمرو بن جابر الحضرمی رجعت پر ایمان رکھتا تھا

ثابت بن ابی صفیه المتوفی ۱۵۰ ھ رجعت پر ایمان رکھتا تھا

فرات بن الاحنف رجعت پر ایمان رکھتا تھا

تلید بن سلیمان رجعت پر ایمان رکھتا تھا

نصر بن الصباح رجعت پر ایمان رکھتا تھا

محمد بن القاسم بن زکریا أبو عبد اللّٰہ المحاربي الكوفي السوداني رجعت پر ایمان رکھتا تھا

مسلم بن نضیر یا یزید رجعت پر ایمان رکھتا تھا

عبد اللّٰہ بن الحسین المتوفی ۱٤۰ ہجری رجعت پر ایمان رکھتا تھا

داود بن یزید رجعت پر ایمان رکھتا تھا

شیعه امامیه کا رفض کا عقیده قرن چہارم یا پنجم کا نہیں ہے بلکه یه تو قرن اول بلکه قبل اسلام سے معروف ہے

مفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام از دکتور جواد علی میں ہے

الرجعة: واعتقد قوم من العرب في الجاهلية بالرجعة: أي الرجوع إلى الدنيا بعد الموت فيقولون أن الميت يرجع إلى الدنيا كرة أخرى ويكون فيها حيًّا كما كان

جاہلی عربوں کی ایک قوم رجعت کا عقیده رکھتی تھی که مرنے والا واپس دنیا میں موت کے بعد آ جاتا ہے اور اسی طرح زنده ہو جاتا ہے جیسے پہلے تھا

راس جالوت کی روایات

بنو امیہ کے دور کے ایک یہودی عالم راس جالوت سے منسوب کچھ روایات اہل تشیع و اہل سنت نے اپنی کتب میں درج کی ہیں - المعجم الصغير لرواة الإمام ابن جرير الطبري از أكرم بن محمد زيادة الفالوجي الأثري میں ہے

رأس الجالوت، وهو لقب ملك اليهود، وأما صاحب اللقب الذي في هذه الرواية فحبر من أحبار اليهود، رأى علي بن أبي طالب، وعبد الله بن سلام، وغيرهما من الصحابة، وقتله مروان بن محمد، آخر خلفاء بني أمية، في قصة ذكرها أبو الشيخ الأصبهاني في " العظمة " (5/ 1578) وروايته في " التاريخ " في مقتل الحسين بن علي - رضي الله تعالى عنهما -، إحدى الإسرائيليات، وله ذكر في كثير من كتب التراجم والتاريخ

راس الجالوت یہ لقب ہے یہود کے بادشاہ کا یا یہ ان کو کوئی حبر ہے اس نے علی اور عبد اللہ بن سلام کو اور دیگر اصحاب کو دیکھا- اس کا قتل بنو امیہ کے آخری خلفاء مروان بن محمد نے کیا اور اس کا قصہ أبو الشيخ الأصبهاني نے کتاب العظمة (5/ 1578) میں درج کیا ہے اور مقتل حسین میں اس کا ذکر ہے کچھ الإسرائيليات ہیں اور کتب تاریخ و ترجم میں اس کا کثیر ذکر ہے

النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة از أبو المحاسن (المتوفى: 874هـ) کے مطابق راس جالوت ایک شاعر تھا

شیعہ تفسیر نور ثقلین میں ہے علی پر وار راس جالوت کی موجودگی میں کیا گیا تھا

عن جابر الجعفى عن أبى جعفر عليه السلام حديث طويل يقول في آخره وأسلم رأس الجالوت على يدعلى عليه السلام من ساعته ، فلم يزل مقيما حتى قتل أميرالمؤمنين عليه السلام واخذ ابن ملجم لعنه الله فاقبل رأس الجالوت حتى وقف على الحسن عليه السلام والناس حوله ، وابن ملجم لعنه الله بين يديه ، فقال له : يا ابا محمد اقتله قتله الله فانى رأيت في الكتب التى انزلت على موسى عليه السلام ان هذا اعظم عندالله جرما من ابن آدم قاتل اخيه ، ومن القدار عافر ناقة ثمود .

راس جالوت یہ شہادت علی سے چند ساعتوں قبل ایمان لایا تھا اور یہ کھڑا ہی تھا کہ امیر المومنین کا قتل ہوا اور ابن ملجم پر اللہ کی لعنت ہو تو اس کو امام حسن اور راس جالوت کے سامنے لایا گیا اور راس جالوت نے حسن سے کہا اس کو قتل کریں ابو محمد ، اللہ نے اس کو قتل کر دیا ہے کیونکہ میں نے اس کتاب میں دیکھا جو موسی پر نازل ہوئی ہے کہ ابن آدم کے بھائی کا اس کو قتل کرنا ، اللہ کے نزدیک بہت عظیم جرم ہے

سبائیوں کو قرآن سے آیت ملی

و رفعناه مكانا عليا

اور ہم نے اس کو ایک بلند مقام پر اٹھایا

اس آیت میں علیا کا لفظ ہے یعنی الیاس کو اب بلند کر کے علی کر دیا گیا ہے- آپ سوچ رہے ہوں گے یہ کیا عجیب بات ہے- تو حیران نہ ہوں یہ کتب شیعہ میں موجود ہے - مختصر بصائر الدرجات از الحسن بن سليمان الحليي المتوفى ٨٠٦ ھ روایت پیش کرتے ہیں

حدثنا الحسين بن أحمد قال حدثنا الحسين بن عيسى حدثنا يونس ابن عبد الرحمن عن سماعة بن مهران عن الفضل بن الزبير عن الاصبغ ابن نباتة قال: قال لي معاوية يا معشر الشيعة تزعمون ان عليا دابة الارض فقلت نحن نقول اليهود تقوله فارسل إلى رأس الجالوت فقال ويحك تجدون دابة الارض عندكم فقال نعم فقال ما هي فقال رجل فقال اتدري ما اسمه قال نعم اسمه اليا قال فالتفت الي فقال ويحك يا اصبغ ما اقرب اليا من عليا.

الاصبغ ابن نباتة کہتے ہیں کہ معاویہ نے کہا اے گروہ شیعہ تم گمان کرتے ہو علی دابة الارض ہے پس میں الاصبغ ابن نباتة نے معاویہ کو جواب دیا ہم وہی کہتے ہیں جو یہود کہتے ہیں پس معاویہ نے یہود کے حبر رأس جالوت کو بلوایا اور کہا تیری بربادی ہو کیا تم اپنے پاس دابة الارض کا ذکر پاتے ہو؟ راس جالوت نے کہا ہاں – معاویہ نے پوچھا کیا ہے اس میں ؟ راس جالوت نے کہا ایک شخص ہے – معاویہ نے پوچھا اس کا نام کیا ہے ؟ راس جالوت نے کہا اس کا نام الیا (الیاس) ہے – اس پر معاویہ میری طرف پلٹ کر بولا بردبادی اے الاصبغ یہ الیا ، علیا کے کتنا قریب ہے

الاصبغ ابن نباتة کا تعلق یمن سے تھا یہ علی کا محافظ تھا – یعنی الیاس علیہ السلام اب علی رضی اللہ عنہ ہیں - اس سے تناسخ ارواح کا عقیدہ نکلتا ہے کہ الیاس واپس زمین میں آئے ہیں علی بن کر

راس جالوت بعد میں شہادت حسین پر تبصرے کرتا تھا - طبری نے تاریخ میں ذکر کیا

قَالَ حصين: فلما قتل الْحُسَيْن لبثوا شهرين أو ثلاثة، كأنما تلطخ الحوائط بالدماء ساعة تطلع الشمس حَتَّى ترتفع - قَالَ: وَحَدَّثَنِي العلاء بن أبي عاثة قَالَ: حَدَّثَنِي رأس الجالوت، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَا مررت بكربلاء إلا وأنا أركض دابتي حَتَّى أخلف المكان، قَالَ: قلت: لم؟ قَالَ: كنا نتحدث أن ولد نبي مقتول فِي ذَلِكَ المكان، قَالَ: وكنت أخاف أن أكون أنا، فلما قتل الْحُسَيْن قلنا: هَذَا الَّذِي كنا نتحدث قَالَ: وكنت بعد ذَلِكَ إذا مررت بِذَلِكَ المكان أسير وَلا أركض.

حصین نے کہا .... العلاء بن أبي عاثة نے روایت کیا اس نے راس جالوت سے روایت کیا اس نے باپ سے روایت کیا کہا میں جب کربلاء میں سے (قتل حسین سے قبل) گذرتا تھا تو میں اپنی سواری کے جانور کو ایڑھ لگاتا حتی کہ وہاں سے نکل جاتا - پوچھا ایسا کیوں ؟ کہا ہم سے بیان کیا جاتا تھا کہ نبی کا بیٹا یہاں قتل ہو گا اس مقام پر اور خوف ہوا کہ کہیں ہم (یہودی) ہی نہ ہوں - پس جب حسین کا قتل ہو گیا تو ہم نے کہا یہ ہم سے بیان کیا جاتا تھا - اب جب ہم وہاں سے گذرتے ہیں تو آرام و آہستگی سے جاتے ہیں

سند میں العلاء بن أبي عاثة مجہول ہے اور راس جالوت ایک یہودی عالم تھا

طبرانی کبیر میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ التَّمَّارُ الْبَصْرِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ، ثنا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ أَبِي عَائِشَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ رَأْسِ الْجَالُوتِ، قَالَ: «كُنَّا نَسْمَعُ أَنَّهُ يُقْتَلُ بِكَرْبَلَاءَ ابْنُ نَبِيٍّ، فَكُنْتُ إِذَا دَخَلْتُهَا رَكَضْتُ فَرَسِي حَتَّى أَجُوزَ عَنْهَا، فَلَمَّا قُتِلَ الْحُسَيْنُ جَعَلْتُ أَسِيرُ بَعْدَ ذَلِكَ عَلَى هَيْأَتِي»

الْعَلَاءِ بْنِ أَبِي عَائِشَةَ نے اپنے باپ سے اس نے راس جالوت سے روایت کیا کہ ہم نے سنا تھا کہ کربلاء میں نبی کے بیٹے کا قتل ہو گا پس جب ہم یہودی اس میں داخل ہوتے تو اپنے گھوڑے دوڑتے یہاں تک کہ نکل جاتے پھر جب حسین کا قتل ہوا تو سفر میں آسانی ہو گئی

امام بخاری نے تاریخ کبیر میں اس سند کا ذکر کیا ہے اور اس روایت کو منقطع قرار دیا ہے

.ويُروَى عَنْ خَالِد، عَنْ حُصَين، عَنِ العَلاَء بن أَبي عائشة، حدَّثني رأس الحالوت ، سَمِعَ أباه، مُنقَطِعٌ

طبقات ابن سعد میں ہے

قال: أخبرنا عمرو بن خالد المصري. قال: حدثنا ابن لهيعة. عن أبي الأسود محمد بن عبد الرحمن. قال: لقيني رأس الجالوت. .فقال: والله إن بيني وبين داود لسبعين أبا. وإن اليهود لتلقاني فتعظمني. وأنتم ليس بينكم وبين نبيكم إلا أب واحد قتلتم ولده

محمد بن عبدالرحمان نے کہا مجھ سے راس جالوت ملا اور کہا اللہ کی قسم میرے اور داود علیہ السلام کے درمیان ستر باپ ہیں اور یہود میری تعظیم کرتے ہیں اور تم ہو کہ تمہارے اور تمہارے نبی کے بیچ صرف ایک باپ ہے اور تم نے ان کے بیٹے کا قتل کر ڈالا

سند میں ابن لهيعة ضعیف ہے محمد بن عبد الرحمان مجہول ہے

مسند امام الرضا کے مطابق امام الرضا اور یہود کے سردار جالوت میں مکالمہ ہوا

قال لرأس الجالوت: فاسمع الان السفر الفلاني من زبور داود عليه السلام. قال: هات بارك الله فيك وعليك وعلى من ولدك فتلى الرضا عليه السلام السفر الاول من الزبور، حتى انتهى إلى ذكر محمد وعلي وفاطمة والحسن والحسين فقال سألتك يا رأس الجالوت بحق الله أهذا في زبور داود عليه السلام ولك من الامان والذمة والعهد ما قد أعطيته الجاثليق فقال راس الجالوت نعم هذا بعينه في الزبور باسمائهم. فقال الرضا عليه السلام: فبحق العشر الآيات التي أنزلها الله تعالى على موسى بن عمران في التورية هل تجد صفة محمد وعلي وفاطمة والحسن والحسين في التوراية منسوبين إلى العدل والفضل، قال نعم ومن جحد هذا فهو كافر بربه وأنبيائه. فقال له الرضا عليه السلام: فخذ على في سفر كذا من التورية فاقبل الرضا عليه السلام يتلو التورية وأقبل رأس الجالوت يتعجب من تلاوته وبيانه وفصاحته ولسانه، حتى إذا بلغ ذكر محمد قال رأس الجالوت: نعم، هذا أحماد وبنت أحماد وإيليا وشبر و شبير تفسيره بالعربية محمد وعلي وفاطمة والحسن والحسين. فتلى الرضا عليه السلام إلى آخره

یہود کے سردار جالوت نے کہا میں نے زبور میں(اہل بیت کے بارے میں) پڑھا ہے امام رضا نے شروع سے آخر تک زبور کو پڑھا یہاں تک کہ محمد اور علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کا ذکر آیا پس کہا اے سردار جالوت اللہ کا واسطہ کیا یہ داود کی زبور ہے ؟ جالوت نے کہا جی ہاں ... امام رضا نے کہا اللہ نے دس آیات موسی پر توریت میں نازل کی تھیں

جس میں محمد ، علی ، فاطمہ ، حسن ، حسین کی صفت ہیں جو عدل و فضل سے منسوب ہیں جالوت بولا جی ہیں ان پر حجت نہیں کرتا مگر وہ جو کافر ہو

راقم کہتا ہے یہ اقوال بہت ممکن ہیں کہ رافضیوں نے راس جالوت سے منسوب کیے ہوں